حضرت بری امامؒ: شخصیت و تعلیمات

Hazrat Bari Imam[RH]: Personality and Teachings

ڈاکٹر فرح گل بقائی*

عفت ہمایوں خان**

Abstract

Islamabad abodes under the shadow of two prominent saints i.e., Pir Meher Ali Shah and Shah Abdul Latif Qadiri popularly known as Bari Imam. These saints cast a spiritual link in the superficial division of high and low sectors of Islamabad. In a way, it brings every segment of society in one string of rosary. Bari Imam played an important role in inculcating spiritual factor in native lives. They became God-fearing and tried to adopt positive factors in their dealings. Life became bearable in this region due to the teachings of Bari Imam.

تلخیص

شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام خطہ پوٹھوہار کے روحانی پیشوا مانے جاتے ہیں۔ یہ مقام انہوں نے اپنی تعلیم، ریاضت اور اللہ کے کرم سے حاصل کیا۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ موجودہ اسلام آباد کے غیرمسلموں کی آبادی کو اسلام کی طرف راغب کیا۔ یہ علاقہ جو چورپور کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ بری امام کی تعلیمات اور شخصیت کی وجہ سے نورپور کے نام سے اپنی شناخت بنانے میں کامیاب ہوا۔

تعارف

* سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔

** ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔

حضرت بری امام سرکار کی حیات طیبہ کارناموں اور کرامات سے پُر ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے مجاہدات و عبادات کے لیے آبادی سے دور ایک مقام کا انتخاب کیا۔ سالہا سال خشکی اور پانی میں چلہ کشی کی اور اپنے رب سے قرب وحضوری کی سعادتیں پائیں۔ آپ کا ذکر جب خلق خدا میں مقبول ہوا تو لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے اور ہر شخص اپنے دامنِ مراد کو بھر کر لوٹا۔

> ''روحانی تاجدار اگر برصغیر پاک و ہند میں نہ آتے تو آج دنیا کے اس بڑے کفر گڑھ میں اسلام کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ یہ مشیتِ ایزدی تھی کہ اس عظیم خطہ ارضی میں اسلام کو فروغ دینے کے لیے یہ عظیم روحانی شخصیت آئیں اور لوگوں کو بت پرستی کے عذاب سے نکالا۔ آج کروڑوں مسلمان ان بزرگوں کی وجہ سے جہنم کی آگ سے نجات پا چکے ہیں۔'' ۱

مارگلہ پہاڑیوں کے دامن اور قائداعظم یونیورسٹی کے قریب ایک عظیم ہستی سلطان الاصفیاء امام الاولیاء بری امام کا مزار ہے۔ جہاں عقیدت مندوں کا ہر روز آنا جانا لگا رہتا ہے۔ لوگ آتے ہیں، دعا کے لیے، اپنی منت مرادوں کے لیے، اپنے اپنے طریقے سے عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی قرآن پڑھتا ہے کوئی نعت اور کوئی دعا کر کے اپنی اپنی راہ کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔ ہر طبقے کے خواتین وحضرات کا یہاں آنا ہوتا ہے۔

آپؒ ۱۶۱۷ میں چکوال میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کے لیے آپ کے والد نے آپ کو خیبرپختون خوا بھیج دیا۔ مزید تعلیم کے لیے آپؒ نے عراق، مصر، سعودی عربیہ، شام کا سفر کیا اور علم کے موتی اکٹھے کیے۔ بری امام نے کئی سال ہزارہ میں گزارے۔ وہیں آپ نے شادی کی۔ وہاں پر بھی آپ کے نام کی نسبت سے ایک مقبرہ ہے جہاں آپؒ کی تکریم وتعظیم کی جاتی رہی۔ جب آپ کی بیوی اور بچوں کا انتقال ہو گیا تو آپ کئی برس تک جنگل میں پھرتے رہے اور اپنے رب کا ذکر کرتے رہے۔ ایسی ریاضت میں آپ بالآخر نورپور شاہاں میں قیام پذیر ہوئے۔ ۲

آپ کا شمار ان صلحاء امت میں سے ہے جن کے بارے میں یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ کے یہ برگزیدہ بندے نہ ہوتے تو آج کم از کم برصغیر پاک و ہند میں اسلام

کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ دنیا کے اس ظلمت کدے میں جن میں بزرگانِ دین نے لا تعداد قربانیاں دے کر شمع اسلام کو روشن کیا ہے، ان کے دوش بدوش جناب بری امام کا نام لیا جاتا ہے۔ ۳

خاندانی پس منظر

بری امام سرکارؒ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمود شاہ جب کہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام غلام فاطمہ تھا۔ آپ سادات کے ایک مایہ ناز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

حضرت بری امام کے دو بھائی اور تھے جن میں سے ایک کا نام شاہ درویش اور دوسرے کا نام چھوٹا شاہ تھا۔ آپ کی ایک ہمشیرہ بھی تھیں۔ ۴

سیرت و کردار

حضرت بری امامؒ حسن و اخلاق، عادات و خصائل میں نبی پاک ﷺ کی سیرت کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے رہتے۔ ہر ایک سے شفقت اور مہربانی سے پیش آتے۔ عاجزی اور انکساری آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور غرور و تکبر نام کی کوئی چیز بھی آپ کے مزاج میں شامل نہ تھی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ ۵

سلسلہ رشد و ہدایت

صوفیاء کرام نے اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ان کے مروجہ رسم و رواج کے دھارے میں چلتے ہوئے۔ مقامی آبادی مذاہب کی ضرورت سے زیادہ پابندیوں سے بیزار ہو گئی تھی لہٰذا اسلام کے انسانیت اور صلح کل کے تصور نے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا اور بہت سے لوگوں نے اسلام کو قبول کیا۔ ان معتبر شخصیات کی تعلیمات سے متاثر ہو کر۔ اسلام کی قبولیت کے بعد بہت سی غیر مسلم رسومات مسلمان گھرانوں میں قبول عام ہونے لگیں۔

دراصل ان صوفی اور بزرگ ہستیوں نے ان جگہوں کا انتخاب کیا جو شہروں سے دور تھیں اور جہاں ہندو اور دوسرے مذاہب کے لوگ آباد تھے۔ یہاں ہندوؤں کی خانقاہیں تھیں۔

اب اگر ہم نورپور شاہاں کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا یہاں پہلے بدھ مت کا بول بالا تھا۔ یہاں آگ کا مندر تھا۔ جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ بری امام میں اب بھی چِِ میں آگ جلتی ہے۔ پہلے زمانے میں شیوا جی آگ کی اس کے لیے دھنی ہوتی تھی جو سادھو آگ کی راکھ کھاتے تھے۔

اب بھی لوگ بری امام کے مزار کے قریب چِ میں جلتے چراغ کے تیل اور راکھ کو شفاء کا باعث سمجھتے ہیں۔ اسی طرح لال شہباز قلندر جو کہ سیہون شریف سندھ میں ہے، وہاں بھی شیوہ جی کا ٹھکانہ ہے۔ صدیوں پہلے کی ریت، عبادت اور تکریم کے سلسلے اب تک کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ صوفی چوں کہ صلح کل کے پیغام کے داعی تھے اس لیے وہ کسی کے طور اور طریقے کو برا نہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس سے انسانیت کو نقصان تو نہیں پہنچ رہا۔

اسی طرح خواجہ معین الدین چشتی جو ہندوؤں کی آبادی کے درمیان رہتے تھے انہوں نے سماء کا انداز اپنایا اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے ۔ کیوں کہ ہندو بھجن کے ذریعہ اپنے دین کا پرچار کرتے تھے۔ اب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے سماء یاقوالی کی طرز میں دین کا پیغام لوگوں کی نذر کیا گیا۔ جو بہت مقبول ہوا اور لوگ اسلام کی تعلیمات کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

المختصر صوفیوں اور خانقاہوں نے وہ نظام جس سے وہاں کے لوگ واقف تھے اور پسند کرتے تھے۔ تا کہ لوگ آسانی سے بغیر کسی حجت کے تعلیمات دین اسلام سے واقفیت حاصل کر لیں۔ صوفیاء کرام کا یہ کمال کہ انہوں نے موجود رسم و رواج اور طریقوں کو برا نہیں کہا۔ بلکہ ان کو کسی حد تک اپناتے ہوئے لوگوں کو اپنے دائرہ کار میں لے آئے۔ ٦

خاندان بری امام سلسلہ قادریہ

نورپور شاہاں پہلے چورپور کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ بری امام کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم کے پوتے سخی حیات کی آشیرباد حاصل تھیں۔ بری امام کا لقب آپ کو سخی حیات نے دیا۔ ان صوفیوں کی تعلیمات اور اصلاح کی وجہ سے یہاں کے لوگ بدلے اور یہ علاقہ نور پور شاہاں کہلانے لگا۔

بری امام کا عرس ہر سال تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس وادی میں بری امام کا مزار ہے۔ وہاں ہندوؤں کے مندر بھی ہیں اور بدھ مت کے عبادت کے مقام بھی۔ ایک طرف مزار کے مچ بھی جل رہا ہے۔ لوگوں کی نظر میں صرف بری امام کا مزار ہے۔ وہ اس کی زیارت کے لیے یہاں آتے ہیں۔ ۷

ایک زندہ و جاوید پیشن گوئی

نامور ادیب قدرت اللہ شہاب کہتے ہیں کہ انہوں نے لندن قیام کے دوران مشہور انڈیا آفس لائبریری میں ایک کتاب موسوم اولیاء اللہ میں پڑھا ہے کہ حضرت بری امام نے اپنی حیات مبارکہ میں فرمایا تھا کہ ہمارے قریب ایک شہر آباد ہو گا، جو عالم اسلام کا مرکز ہو گا۔ چنانچہ رب قدیر نے ان کی پیشن گوئی کو درست ثابت فرمایا اور پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد اسی جگہ آباد ہوا۔۸

کرامات

اولاد نرینہ اور بزرگوں کی کرامات

راولپنڈی کی ایک خاتون اولاد نرینہ کی خواہش رکھتی تھی۔ حضرت شاہ چن چراغ کے پاس آئی اور التماس کی کہ اس کے لیے بیٹے کی دعا کریں۔ حضرت نے اپنا حساب کر کے بڑھیا سے کہا کہ آپ کے یہاں بیٹی ہو گی۔ خاتون یہ سُن کر بری امام صاحب کے پاس پہنچی۔ آپ نے بھی یہی فرمایا کہ بیٹی ہو گی۔ بیٹا آپ کے نصیب میں نہیں۔ اس پر خاتون

نے بڑے رِقت آمیز لہجے میں کہا کہ یہ معلوم ہونے کے باوجود میں آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ کی اللہ سنتا ہے۔ آپ میرے لیے بیٹے کی دعا کریں۔ نتیجے کے طور پر بری سرکار نے اللہ سے دعا کی کہ اس خاتون کو مجھ سے شدید عقیدت ہے۔ اس کی التجا کو میری خاطر قبول فرما اور اپنی رحمت کے خزانے سے اولادِ نرینہ سے نواز۔

بری امام نے خاتون سے کہا: بی بی جا! تیرا بیٹا ہو گا۔ اولاد ہونے کے بعد وہ زیارت کے لیے بری سرکار کو چل پڑی۔ راستے میں اس نے سوچا کہ پہلے چن چراغ کے ہاں ہوتی چلوں، جنھوں نے کہا تھا کہ تمہارے ہاں بیٹی ہو سکتی ہے، بیٹا نہیں۔ لیکن آج میرے پاس بیٹا کھیل رہا ہے جب شاہ چن چراغ کے پاس پہنچی تو سلام و نیاز کے بعد گویا ہوئی: یا حضرت آپؒ نے فرمایا تھا کہ تیرے ہاں بیٹی پیدا ہو گی لیکن اللہ تعالی نے مجھے بیٹا دیا ہے آپ خود دیکھ لیں۔ چن چراغ مسکرائے اور گویا ہوئے

یہ تو بیٹی ہے تم خود دیکھ لو

جب اس عورت نے واقعی غور کیا تو لڑکی تھی۔ وہ پریشان ہو گئی اور روتی چلاتی بری سرکار کے پاس پہنچی کہ یہ بیٹی ہے۔ لیکن میں نے بیٹا چاہا تھا۔ بری امام نے فرمایا: تری گود میں بیٹا ہے۔ وہ ہنستی مسکراتی واپس ہوئی، جب پنڈی پہنچی تو شامتِ اعمال نے پھر گھیر لیا اور بچے سمیت چن چراغ کے پاس پہنچی، دیکھو لڑکا ہے یا لڑکی۔ چن چراغ مسکرائے اور کہا کہ یہ لڑکی ہے۔ جب خاتون نے دھیان دیا تو وہ لڑکی تھی۔ وہ پھر روتی روتی بری سرکار کے پاس پہنچی اور اپنی بپتا سنائی تو آپ نے فرمایا: یہ لڑکا ہے۔ اور اب توجہ سے دیکھ لو اور سنو؟ چن چراغ کے پاس نہ جانا۔ خاتون پھر سیدھا اپنے گھر گئی اور دامنِ مراد سے نہال ہو گئی۔

اس بچے نے لمبی عمر پائی۔ ریاضت اور عبادت کے طفیل اللہ والوں کی زبان کــن فیکون کے درجے پر پہنچ جاتی ہے۔[۱۰]

حضرت بری امام مویشی چرانے جاتے تو اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے۔کئی بار ایسا ہوتا کہ آپ کے مویشی کسی کے کھیت میں گھس جاتے اور اس کو اجاڑ دیتے۔ لوگ آپؒ کے

والد کے پاس شکایت لے کر آتے۔ آپ کے والد ماجد کھیت کے مالک کے ساتھ روانہ ہو گئے اور اس جگہ پہنچے جہاں آپؒ مشغول عبادت تھے۔ والد ماجد نے آپؒ کو پکارا تو آپ چونک کر اپنے والد ماجد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بابا جان میں جنت الفردوس کی سیر کر رہا تھا، آپ نے مجھے واپس کیوں بلا لیا۔ پھر فرمایا اس کے کھیت کو کچھ نہیں ہوا آپ چل کر دیکھ لیں اور اللہ کی قدرت کہ ان کے کھیت بالکل صحیح سلامت تھے اور فصل بالکل ٹھیک حالت میں کھڑی تھی۔ کھیت کا مالک بھی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

پنجاب میں اولیاء کرام کے مزارعات پر مذہبی رسومات :

عرس کے دوران بری امام دربار پر مختلف رسومات ادا کی جاتی ہے۔ یہ تقریباً وہی ساری رسومات ہیں جو پنجاب کے دوسرے مزارعات پر رائج ہیں۔ عرس میں ناچ، گانا، دھمال، قوالی، صوفیانہ کلام، عشقیہ گائیکی یہ مذہب اور اس علاقہ میں رائج رسومات کا ملغوبہ ہے۔ یہاں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ لوگوں کا ایک بے غرض اظہار عقیدت ہے۔ صوفیاء کرام روک ٹوک سے اجتناب کرتے تھے۔ وہ اپنے عمل سے اور صلح کل کے وظیفے کے تحت اپنی زندگی گزارتے تھے۔ لوگ ان کی عبادت، ریاضت اور ذکر سے متاثر ہوتے۔

چوں کہ وہ عبادت میں غرق رہتے اس لیے ممکنہ طور پر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اللہ کے قریب ہو گئے ہیں۔ وہ جو بات منہ سے نکالتے وہ پوری ہو جاتی۔ یعنی وہ جو کہتے وہ اسی طرح ہو جاتی۔ جو حضرات ولایت کے درجات کا سفر کرتے ہیں، وہ کسی نہ کسی مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ ۱۱

بری امام کی تعلیمات

بری امام نے اپنے خلیفہ سخی شاہ حسین کو تعلیم دی کہ اگر انسان کی سوچ ٹیڑھی ہو جائے تو انسان اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ غلط سوچ کا انسان نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھنے لگتا ہے اور اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت بری امام نے وضاحت کی کہ سوچ میں ٹیڑھا پن برے کام کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ برائی کرتے کرتے

قلوب و اذہان زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور انسان ہدایت کی راہ سے دور ہو جاتا ہے۔ حتی کہ شیطان کے چکروں میں پھنس جاتا ہے۔ جب ایک انسان اور معاشرہ اتنا گندہ ہو جاتا ہے اور قومیں اس حد تک بگڑ جاتی ہیں پھر اللہ کا عذاب آ جاتا ہے اور قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ بری امام نے شاہ حسین کو قرآن شریف سے قوم لوط کی مثال دی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں روکا مگر وہ لوگ بجائے برائی چھوڑنے کے الٹا حضرت شعیب علیہ السلام کے دشمن ہو گئے۔ اور کہنے لگے اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور جان سے مار دیتے۔ بالآخر اللہ کی طرف سے تند آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔

نورپور گاؤں کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے گکھڑ قوم نے آباد کیا تھا۔ گھنے جنگلوں اور پہاڑوں کے اندر چھپے ہوئے اس گاؤں کو چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔

عموماً لوگ اس بستی کو چور پور کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کے قریب سے بھی نہ گزرتے تھے اور خوفزدہ رہتے تھے۔ گکھڑ قوم کے علاوہ کوئی بھی ادھر نہ جاتا اور وہی اس جگہ کے سیاہ سفید کے مالک کہلاتے تھے۔

حضرت بری امام نے اس گاؤں کے قریب گھنے جنگل میں عبادت و ریاضت کے لیے قدم رکھا، تو اس دور کے گکھڑ راجہ نے یہ گاؤں آپؒ کو بطور نذرانہ پیش کر دیا۔ حضرت بری سرکار نے چوروں ڈاکوؤں اور لٹیروں کے اس گاؤں میں شمع رشد و ہدایت روشن کر دی۔

تھوڑے ہی عرصے بعد کفر و گمراہی کے اندھیرے چھٹنے لگے اور یہ بستی بُقعۂ نور بن گئی اور بجائے چورپور کے نورپور کے نام سے یہ اسم روشن ہو گیا۔ ماضی میں جو لوگ اس گاؤں سے دور بھاگتے تھے آج لاکھوں کی تعداد میں دور دراز علاقوں سے وہاں پہنچتے اور آپ کی تعلیمات سے فیض یاب ہو کر اپنی روحانی تشنگی دور کرتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اختتامیہ

حضرت شاہ عبدالطیف قادری المعروف حضرت بری امام نے ۹۱ برس کی طویل عمر پائی۔ ۱۱۱۱ھ بمطابق ۱۷۰۸ء کو اس دنیا جہاں فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو نورپور شاہاں میں ہی مدفون کیا گیا جہاں آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ حضرت بری امام کے جنازے میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی۔ کتب سیر بقول محمد حبیب القادری کہ ان کے وصال پر شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر بھی حاضر تھا اور آپ کے مزار کی تعمیر بھی انہوں نے کرائی تھی۔

بری امام کو اس دنیا سے پردہ فرمائے تین سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا، مگر آپ کے مزار پر حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

بری امام کے مزار کی نئے سرے سے تعمیر پیپلز پارٹی دور میں شروع ہوئی۔ تعمیری کام وزیر داخلہ رحمان ملک کی زیر صدارت شروع ہوا۔ ۹ اکتوبر، ۲۰۱۰ء کو وزیر موصوف کام کا معائنہ کرنے نورپور شاہاں تشریف لائے۔ اکبر خان جو اس پروجیکٹ کے سربراہِ اعلیٰ تھے انہوں نے رحمان ملک کو نقشوں کی مدد سے اس کام کی تفصیل سے آگاہ کیا۔

اللہ کے کرم سے اب مزار کا کام مکمل ہو چکا ہے اور اس تعمیر کا سہرا ایس آرٹ (ace art) کمپنی کے سر ہے۔ یہ وہی کمپنی ہے جو خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ کی توسیع کا کام بھی کر رہی ہے۔ اس مزار میں مسجد نبوی کی جھلک محسوس ہوتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ملک محمد اشرف نقشبندی، *حضرت بری امام راولپنڈی*، خالد بک ڈپو، ۲۰۰۰، ص۶۔

2. Fauzia Aziz Minallah, *Glimpses of Islamabad Soul,* (Islamabad, Sungi Development Foundation, 2007) p. 91.

۳۔ ملک محمد اشرف نقشبندی، ص۶۔

۴۔ ایضاً ص ۳۱۔

۵۔ محمد حبیب القادری، *سیرت حضرت بری امام سرکار*، لاہور، اکبر بک سیلرز، ن ت، ص ۵۲۔

6. Hafeez-ur-Rehman Chaudhry, *Saints and Shrines in Pakistan*, Anthropological perspective, (Islamabad, NIHCR, 2013) pp. 401-403.

7. *Islamabd, The Picturasque Capital of Pakistan An Archeological and Historical Perspective,* (Islamabad, Institute of Islamic History Culture and CIvilization, Islamic University, 1982) p. 23.

۸۔ ملک محمد اشرف نقشبندی، حضرت بری امام، راولپنڈی، ملک پبلی کیشن، ۲۰۰۰، ص ۱۱۰۔

۹۔ ناصر حسین قادری عطاری، *سیرت حضرت امام بری سرکار*، لاہور، اسلام بکڈپو، ۲۰۱۴ء، ص۷۹۔

۱۰۔ ملک محمد اشرف نقشبندی، ص ص ۵۴-۵۷۔

11. Muhammad Azam Chaudhry, *Religious Practices at Sufi Shrines in the Punjab,* PJHC, Vol. XXXI, No. 1, January-June 2010, pp. 11-15.

۱۲۔ ملک محمد اشرف نقشبندی، ص ۷۵۔